ندوی نے بھی اپنی اپنی کتاب میں ۹ ربیع الاول کو ہی آپ کا یوم ولادت لکھا ہے۔ ان تمام حوالہ جات سے ثابت ہوا کہ نبی ﷺ کی ولادت ۹ ربیع الاول کو ہوئی تھی۔ اگر بالفرض ۱۲ ربیع الاول کو آپ کی ولادت با سعادت تسلیم کر لی جائے تو بارہ ہی آپ کا یوم وفات ہے جو کہ بغیر کسی اختلاف کے سب کے نزدیک متفق علیہ ہے۔ عاشقان رسولؐ کے امام احمد رضا خان بریلوی کے نزدیک بھی نبی ﷺ کا یوم وفات ۱۲ ربیع الاول ہے۔ تو دنیاوی قاعدے کے اعتبار سے اگر کوئی شخص کسی تاریخ کو تولد ہو اور پھر اتفاق سے اسی تاریخ کو فوت ہو جائے تو عزیز و اقارب اس دن خوشی نہیں مناتے بلکہ اس روز کی یاد آنے پر سرد آہیں بھرتے ہیں اور افسوس غالب آ جاتا ہے۔ جبکہ ۱۲ ربیع الاول کے متعلق تو چند برس پہلے بلکہ آج تک پرانے بزرگوں سے بارہ وفات کا لفظ ہی سنتے آئے ہیں اور پرانے بزرگ اب بھی بارہ ربیع الاول کو بارہ وفات ہی کہتے ہیں تو یوم وفات مصطفیٰ پر یہ خوشیاں آخر... چہ معنی دارد؟

عاشقان رسولؐ جس روز آپ کا جشن ولادت مناتے ہیں اور اس روز رسول ہاشمی ﷺ کے سانحہ ارتحال سے آپؐ کے اہل بیت اور جانثار صحابہ کرام کی حالت زار کیا تھی۔ نظر قارئین کرنا چاہتے ہیں یہ واقعات ان عاشقان کیلئے دعوت فکر ہیں جو تحقیق کی بجائے اندھی تقلید کے پیرو ہیں۔ زمانہ حال کے عاشقان رسولؐ کے برعکس اصحاب رسول ﷺ کو نبیؐ سے اس قدر محبت اور عقیدت تھی کہ وہ لمحہ بھر کی جدائی بھی گوارہ نہ کرتے تھے۔ مروی ہے کہ نبیؐ کی بیماری کے ایام میں صحابہ کرامؓ بیٹھے رو رہے تھے۔ ان سے اس کا سبب پوچھا گیا تو کہنے لگے ہم آپؐ کو یاد کر کے رو رہے ہیں۔ (بخاری جلد ۳ ص ۶۰۳)

مرض الموت میں ایک روز نبی ﷺ نے منبر پر خطبہ دیا اور فرمایا... ایک بندے پر دنیا اور اس کی زینت پیش کی گئی لیکن اس نے آخرت کو پسند کیا۔ حضرت ابو بکرؓ اس سے سمجھ گئے کہ اب آپؐ کی وفات کا وقت قریب ہے۔ لہٰذا وہ زار و قطار رونے لگے۔ (صحیح بخاری جلد ۳ ص ۵۲۸)

اور پھر جب رسول ہاشمی ﷺ اس دنیا سے رحلت کر گئے تو حضرت ابو بکرؓ کو اطلاع ملی وہ سخ میں واقع اپنے مکان سے گھوڑے پر سوار ہو کر تشریف لائے۔ لوگوں سے کوئی بات کئے بغیر حضرت عائشہؓ کے پاس گئے اور نبیؐ کے چہرہ اقدس سے چادر ہٹا کر اسے چوما اور روئے پھر کہا: میرے ماں باپ آپؐ پر قربان اللہ آپؐ پر دو موتیں جمع نہیں کرے گا۔ جو موت آپؐ پر لکھ دی گئی تھی وہ آپؐ کو آ چکی۔ (صحیح بخاری ج ۴ ص ۳۴۰)

وفات مصطفیٰ ﷺ کی خبر سن کر حضرت عمرؓ جیسے جری اور بہادر انسان بھی اس صدمہ کو برداشت نہ کر سکے۔ اور حواس باختہ ہو کر کہنے لگے کہ کچھ منافقین سمجھتے ہیں کہ رسول ﷺ کی وفات ہو گئی ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ آپؐ کی وفات نہیں ہوئی بلکہ آپؐ اپنے رب کے پاس تشریف لے گئے ہیں جس طرح موسیٰ بن عمران تشریف لے گئے تھے اور اپنی قوم سے چالیس رات غائب رہ کر ان کے پاس واپس آ گئے تھے حالانکہ واپسی سے پہلے کہا جا رہا تھا کہ وہ انتقال کر گئے ہیں۔ اللہ کی قسم رسول اللہ بھی ضرور پلٹ آئیں گے۔ اور ان لوگوں کے ہاتھ پاؤں کاٹ ڈالیں گے جو سمجھتے ہیں کہ آپ کی وفات ہو چکی ہے۔ (سیرت ابن ہشام جلد ۲ ص ۸۰۲)

حضرت ابو بکر نے اس موقع پر وفات مصطفیٰ پر حضرت عمرؓ کی بے یقینی اور صدمہ کی وجہ سے صحابہ کرامؓ کی سراسیمگی کو دیکھتے ہوئے وفات مصطفیٰؐ کے اعلان کا خطبہ ارشاد فرمایا جو کہ صحیح بخاری میں یوں مذکور ہے کہ: حمد و ثنا کے بعد فرمایا:۔ من کان منکم یعبد محمدا فان محمدا قد مات ومن کان منکم یعبد الله فان الله حی لا یموت تم میں سے جو محمد ﷺ کی پوجا کرتا تھا (وہ سمجھ لے) وہ تو وفات پا گئے اور جو کوئی اللہ کی عبادت کیا کرتا تھا اسے یقین رکھنا چاہئے کہ الہ زندہ ہے اسے ہرگز موت نہ آئے گی۔ اور پھر سورہ آل عمران کی یہ آیت تلاوت کرتے ہیں وما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل۔ (صحیح بخاری جلد ۳ ص ۳۴۱)

حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ بخدا جب میں نے ابو بکر کو یہ آیت تلاوت کرتے سنا تو میری ٹانگوں میں سکت نہ رہی، میرے پاؤں بوجھ اٹھانے سے قاصر ہو گئے۔ اور مجھے یقین ہو گیا کہ نبیؐ وفات پا گئے ہیں (ایضاً)

اور جگر گوشہ رسول، خاتون جنت حضرت فاطمہؓ کو اپنے پیارے بابا کی جدائی کا اس قدر غم تھا کہ مرض موت میں جب نبیؐ نے آپ کو بتایا کہ میں اب اس بیماری میں انتقال کر جاؤں گا تو سیدہ فاطمہؓ اشکبار ہو گئیں۔ (صحیح بخاری جلد ۲ ص ۳۲۹)

پھر جب نبی ﷺ وفات پا گئے تو حضرت فاطمہؓ کہنے لگیں یا ابتاه ربا دعاه یا ابتاه الى جنة الفردوس ماواه۔یاابتاه الى جبرائيل ننعاه۔ پیارے باپ نے دعوت حق کو قبول فرمالیا۔ والد گرامی نے جنت الفردوس میں نزول فرمالیا۔ والد گرامی کے انتقال کی خبر جبرائیلؑ کو کون پہنچا سکتا ہے۔ (صحیح بخاری جلد ۲ ص ۳۰۳)

اس صدمہ پر سیدہ یوں بھی کہتی ہیں الٰہی روح فاطمہؓ کو روح محمدؐ کے پاس پہنچا دے الٰہی مجھے دیدار رسولؐ سے مسرور بنا دے، الٰہی مجھے اس مصیبت کے ثواب سے تو بے نصیب نہ رکھیو۔ اور بروز محشر شفاعت محمد ﷺ سے محروم نہ

فرمایا۔ (رحمۃ للعالمین حصہ اول ص ۲۴۶)

پھر جب نبی ﷺ کو دفن کر دیا گیا تو حضرت انسؓ سے مخاطب ہو کر کہنے لگیں یا انس اطابت انفسکم ان تحثوا علی رسول اللہ ﷺ التراب اے انسؓ تم نے رسول اللہ پر مٹی ڈالنا کیسے گوارا کیا۔ (صحیح بخاری جلد ۲ ص ۶۴۴)

وفات مصطفیٰؐ پر سیدہ فاطمہؓ بڑے پر سوز اور رقت انگیز اشعار کہتی ہیں جس کے دو مصرعے یہ ہیں کہ:

صبت علی مصائب لو انہا
صبت علی الایام صرن لیالیا

ترجمہ: مجھ پر ایسی مصیبتیں پڑی ہیں اگر دن پر پڑتیں تو تو رات بن جاتا۔ (رحمۃ للعالمین حصہ دوئم ص ۳۰۱) ایک موقع پر یہ پر درد اشعار پڑتی ہیں کہ

انا فقد ناک فقد الارض وابلہا
وغاب مذغبت عنا الوحی والکتب
فلیت قبلک کان الموت صادفنا
لما نعیت وحالت دونک الکتب

ترجمہ: ہماری محرومی حضورؐ سے ایسی ہے جیسے زمین سے طراوت کا جاتے رہنا جب سے آپؐ غائب ہوئے ہیں وحی الٰہی کا انقطاع ہوگیا۔ کاش حضورؐ کے انتقال سے پیشتر اور اس وقت سے پیشتر جب مٹی نے حضورؐ کو پوشیدہ کر دیا تھا ہمیں موت آجاتی اور ہم مرگئے ہوئے۔ (ایضاً ص ۱۰۸)

اور ام المومنین حضرت عائشہؓ اس بائلہ پر کہتی ہیں کہ دریغ وہ نبی جس نے فقر کو غنا پر اور مسکینی کو تو انگری پر اختیار فرمایا۔ حیف! وہ دین پرور: جوامت عاصی کے فکر میں کبھی پوری رات آرام سے نہ سویا جس نے ہمیشہ بڑی استقامت و استقلال سے نفس کے ساتھ محاربہ کیا۔ جس نے منہیات کو ذرہ بھر بھی نگاہ التفات سے نہ دیکھا۔ جس نے برّ و احسان کے دروازے ارباب فقرو احتیاج پر کبھی بند نہ کئے۔ جس کے ضمیر منیر کے دامن پر دشمنوں کی ایذاو افراز کا ذرہ بھی غبار نہ بیٹھا۔ حیف وہ جس کے موتی جیسے دانت پتھر سے توڑے گئے۔ جس کی نورانی پیشانی کو زخمی کیا گیا۔ آہ دنیا سے رخصت ہوا۔ (رحمۃ للعالمین حصہ اول ص ۲۴۶)

جس کے ضمیر منیر کے دامن پر دشمنوں کی ایذاو افراز کا ذرہ بھی غبار نہ بیٹھا۔ حیف وہ جس کے موتی جیسے دانت پتھر سے توڑے گئے۔ جس کی نورانی پیشانی کو زخمی کیا گیا۔ آہ دنیا سے رخصت ہوا

نبی ﷺ کو غسل دیتے وقت حضرت علیؓ یہ کہہ رہے تھے کہ میرے مادر پدر آپؐ پر قربان آپ کی موت سے وہ چیز جاتی رہی جو کسی دوسرے کی موت سے نہ گئی تھی۔ یعنی نبوت اور غیب کی خبروں اور وحی آسمان کا انقطاع ہوگیا۔ آپؐ کی موت خاص صدمہ عظیم ہے کہ اب سب مصیبتوں سے دل سرد ہوگیا اور ایسا عام حادثہ ہے کہ سب لوگ اس میں یکساں ہیں اگر آپؐ نے صبر کا حکم نہ دیا ہوتا اور آہ و زاری سے منع نہ فرمایا ہوتا تو ہم آنسوؤں کو آپ پر بہا دیتے پھر بھی یہ درد لاعلاج اور یہ زخم لازوال ہی ہوتا۔ اور ہماری یہ حالت بھی اس مصیبت کے مقابلہ میں کم ہوتی۔ اسی مصیبت کا تو علاج ہی نہیں اور یہ غم تو جانے والا ہی نہیں میرے والدین حضورؐ پر نثار۔ پروردگار کے ہاں ہمارا ذکر فرمانا اور ہم کو اپنے دل سے بھول نہ جانا (ایضاً ص ۴۴)

صحیح مسلم میں ہے کہ وفات مصطفیٰ کے بعد ایک روز حضرت ابوبکرؓ عمرؓ سے کہنے لگے ہم کو ام ایمنؓ کی طرف لے چلو تاکہ ان سے ملاقات کریں جیسا کہ رسول اللہ ملاقات کیا کرتے تھے۔ صاحبین جب ام ایمنؓ کے پاس پہنچے تو وہ رو پڑیں ابوبکرؓ و عمرؓ کہنے لگے کس چیز نے تجھ کو رلایا کیا تو نہیں جانتی کہ جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ اللہ کے رسول کیلئے بہتر ہے۔ ام ایمنؓ کہنے لگیں میں اس لئے نہیں روئی بلکہ اس لئے روتی ہوں کہ آسمان سے وحی آنی منقطع ہوگئی۔ یہ سن کر دونوں ساتھی بھی ام ایمنؓ کے ساتھ رو پڑے۔

وفات مصطفیٰ ﷺ کے دن کا نقشہ بیان کرتے ہوئے خادم رسول حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ جس دن رسول اللہ ہمارے ہاں تشریف لائے اس سے بہتر اور تابناک دن میں نے کبھی نہیں دیکھا۔ اور جس دن آپؐ نے وفات پائی اس سے زیادہ قبیح اور تاریخ دن بھی میں نے کبھی نہیں دیکھا۔ (رواہ دارمی بحوالہ مشکوۃ باب وفات النبی)

حضرت حسان بن ثابتؓ نے وفات مصطفیٰ پر جو طویل مرثیہ کہا تھا اس کے چار اشعار یہ ہیں:

اطالت وقوفا تذرف العین جهدها
علی طلل القبر الذی فیه احمد
وراحوالجزن لیس فیهم نبیهد
وقد وهنت منهم ظهور واعضد

آنکھ پوری طاقت سے بہہ رہی ہے اور میں اس قبر کے ڈھیر پر دیر سے کھڑا ہوں جس کے اندر احمدؐ ہیں۔

اور یہ غمزدہ لوگ اس حالت میں

تحقیق تاریخ میلاد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

بحساب گردش قمر و عیسوی کیلنڈر

نعیم رضوان۔ لاہور

عیسوی کیلنڈر کے بارے میں ضروری معلومات:

موجودہ رائج شدہ عیسوی کیلنڈر کے رائج ہونے سے پہلے سال کو 360 دن کا سمجھا جاتا تھا۔ لیکن 47 ق۔م میں شہنشاہ روم جولیس سیزر کے حکم پر رومی دانشوروں نے موسموں کا اندازہ لگانے کے بعد سال کو 1/4 365 دن کا (یعنی تین سال 365 دن کے جب کہ ہر چوتھا سال 366 دن کا) شمار کرنا شروع کر دیا۔ لیکن 8 قبل از مسیح میں ریاضی دانوں نے یہ اعلان کیا کہ اس طرح ہر سال سورج کے گرد زمین کے ایک چکر کی مدت کی مناسبت سے تقریباً 14 منٹ فی سال زیادہ شمار ہوتے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے پوری صدی کو لیپ کا سال شمار نہ کرنے کا فتویٰ دیا۔ لیکن سترھویں صدی میں پوپ گریگری سیزدھم نے اس حساب میں بھی غلطی ثابت کرتے ہوئے اور سورج کے گرد زمین کے ایک چکر اور سال کے دورانیے میں مطابقت پیدا کرنے کیلئے ہر چوتھی صدی کو لیپ کا سال قرار دیا۔ جبکہ (2100ء، 1900ء، 1800ء، 1700ء، 1500ء ۔۔۔۔) کی طرح کے سالوں کو عام سال یعنی 365 دن کے شمار کیا جانے لگا۔ اور یہی کیلنڈر آج کل رائج ہے۔

ہجری کیلنڈر کے بارے میں ضروری معلومات:

ہجری کیلنڈر کا دارومدار چاند کی زمین کے گرد گردش پر ہے۔ ماہرین فلکیات اور ہیئت دانوں کے بہت محتاط حساب کے مطابق چاند زمین کے گرد ایک چکر 29 دن 12 گھنٹے 44 منٹ 2.8 سیکنڈ میں مکمل کرتا ہے۔

پس ایک ہجری مہینے کا دورانیہ: 29 دن 12 گھنٹے 44 منٹ 208 سیکنڈ = 29.5305879 دن

ایک ہجری سال کا دورانیہ: 354.3670555=12 X 29.5305879 دن

لیکن سب سے اہم بات یہ ہے کہ منازل قمر میں بے ترتیبی پائی جاتی ہے۔ جس کی وجہ سے عام ہجری سالوں اور لیپ سالوں میں کوئی خاص ترتیب قائم نہیں رہتی۔ ہاں البتہ یہ ضرور ہے کہ 30 ہجری سالوں میں سے 11 سال لیپ کے یعنی 355 دن کے ہوتے ہیں۔

"تحقیق و تاریخ پیدائش نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بلحاظ ہجری کیلنڈر"

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا سال ولادت: 53 ق۔ھ

محرم 53 ق۔ھ سے ذوالحجہ 1418 ھ تک کل سال: 1471=53+1418 سال

ایک ہجری سال کا دورانیہ	354.3670555: دن
1471 سال کے کل دن	1471 :x 354.3670555=521273.94 دن

پس یکم محرم 53 ق۔ھ تا یکم محرم 1419 ھ کل دن: 521274 دن

(یہ اعشاریہ میں جو فرق آ رہا ہے وہ منازل قمر کی بنا پر ہے۔)

9 ربیع الاول 53 ق۔ھ تا یکم محرم 1419 کل دن: 521274۔ محرم 30۔ صفر 29۔ ربیع الاول 08 = 521207 دن

تحقیق تاریخ میلاد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بلحاظ عیسوی کیلنڈر